بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں
غمِ حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں

بیاض

تسکینِ زینبؑ

حصہ دوم

رباعی، سوز، سلام اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی تاریخ کی مناسبت سے کامیاب مجالس کا مجموعہ جسکو پہلی بار یکجا کیا گیا ہے

ہندوستان و پاکستان کے نامور سوز خواں حضرات کے بستوں کا نچوڑ۔

سوگوار بہنوں کے لئے نایاب تحفہ

مرتبہ : محمد وصی خان
صدر مرکزی تنظیمِ عزا (رجسٹرڈ)

پیشکش :۔ سید غفور حسین نقوی
قیمت : ۱۵ روپیہ
ناشر امام بارگاہ ام البنین حسن کالونی کراچی۔

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

دمشق میں جنابِ زینبؑ کا مزار

مجلس سے پہلے اس کی زیارت ضرور کیجئے۔
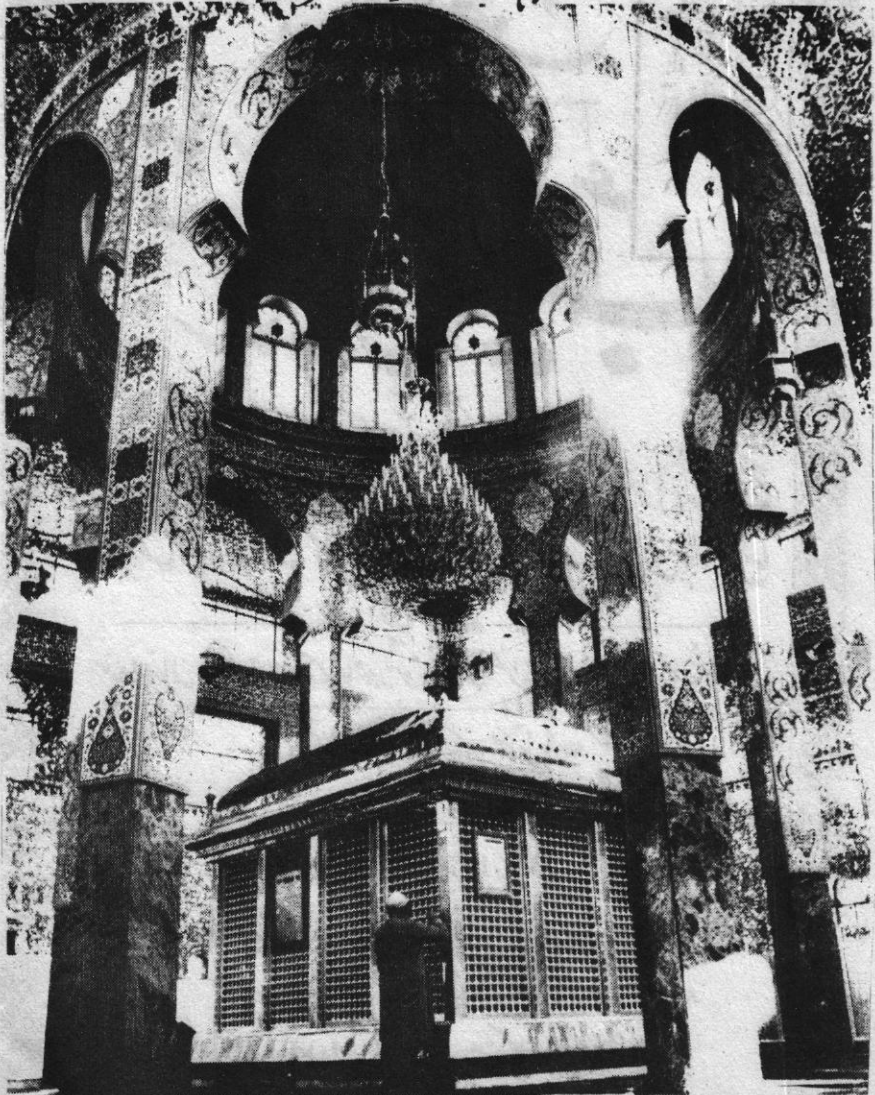
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ جو بھی تیرا احترام کرتے ہیں
بڑے ادب سے انہیں ہم سلام کرتے ہیں

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے
میدان میں بولے گا کہ آخر یہ علیؑ ہے (محسن نقوی)

فاتحہ برائے ایصالِ ثواب
محمد وصی خاں،
وصی حیدر زیدی،
و دیگر مومنین

مُرتبہ کتاب

محمد وصی خاں ۔ صدر تنظیم عزا رجسٹرڈ ۔ صدر انجمن ناصر العزا رجسٹرڈ ۔
صدر محفلِ حیدری ناظم آباد
سرپرست اعلیٰ انجمن نوجوانانِ حیدری ناظم آباد

اپنے انداز کا بس ایک ہی غازی ہے حسینؑ
اہلِ توحید کا معبود مجازی ہے حسینؑ
کس طرح اس کو فراموش کرے گی دُنیا
بزمِ کونین کا بے مثل غازی ہے حسینؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

جملہ حقوق ہر لحاظ سے محفوظ

نام کتاب ——— بیاضِ تسکینِ زینبؑ

سوز، سلام اور مرثیوں کی تاریخ وار مجالس کا مجموعہ

مرتبہ ——— محمد وصی خان

پیشکش ——— سید غیور حسین نقوی

ناشر ——— امام بارگاہ ام البنین حسن کالونی

قیمت ——— پندرہ ۱۵ روپیہ

طباعت ——— مشہور آفسٹ پریس کراچی ۱

کتاب ملنے کا پتہ ——— محفلِ حیدری ناظم آباد نمبر ۲

انتسابِ عقیدت

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاشِ جگر گوشۂ بتولؑ

پیاری بہنوں یہ دونوں کتابیں بیاضِ تسکینِ زینبؑ حصہ اول و دوم میں نے صرف اپنی پیاری ماں کی بیماری کے دوران نیو چالی اسپتال میں مرتب کی ہے۔ دورانِ تحریر اماں کہتی تھیں کہ تم ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھا کرتے ہو۔ میں جواباً کہتا۔ اماں اس دفعہ میں محروم بہنوں کے لیے مجلس کی کتاب مرتب کر رہا ہوں اور وہ خاموش ہو جاتیں۔ اور اب وہ ہماری پیاری شہزادی ثانی زہراؑ کی خدمت میں پہنچ چکی ہیں۔ ہمارا گھر اور محفلِ حیدری کی عزاداری سونی کر گئیں۔ یہ کتاب میں اپنی ماں کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔ اور بہنوں سے ایک سورہ فاتحہ کی استدعا کرتا ہوں۔

تمہارا سوگوار بھائی

محمد وصی خان

محفلِ حیدری ناظم آباد — کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

مجلسِ دربیان

تاراجیٔ خیام و مصائب اہلبیت علیہم السلام

رُباعیات

زنداں میں بلند تھا حرم کا نالا
بے گور تھے میداں میں امام والا
لکھا ہے کہ زہراؑ کے سوا لاشے پر
شبیرؑ کا تھا کوئی نہ رونے والا

(۲)

یہ افتخار ہیں مریمؑ کا فخرِ حواؑ ہیں
وفا میں فرد ہیں صبر و رضا میں یکتا ہیں
نبیؐ کے گھر میں نہ زینبؑ سا ہو سکا کوئی
بس انتہا ہے کہ زہراؑ کے بعد زہراؑ ہیں

(قمر جلالوی)

(۳)

بے گور و کفن باپ کا لاشا دیکھا
پردیس میں مادر کا رنڈاپا دیکھا
زنداں میں جفائے خار و طوق و زنجیر
عابد نے پدر کے بعد کیا کیا دیکھا

(انیسؔ)

سوز

زینبؑ پچھاڑیں کھاتی تھی کہہ کہہ کے ہائے ہائے
بھیّا بہن تمھاری غریبی کسے دکھائے
جا کر بلائیں کون لے اور کون صدقے جائے
اعدا کا حکم ہے کہ بہن بھائی تک نہ آئے

مظلوم تم سا خلق میں کوئی بشر نہیں!
مرنے کے وقت ماں نہیں سر پر پدر نہیں!

(انیسؔ)

سوز

یہ کہتی تھیں کہ خنجر بیداد چل گیا
چلّا کے فاطمہؑ نے یہ زینبؑ کو دی صدا

میداں سے جلد لے کے سکینہؑ کو گھر میں جا
بے جرم کٹ گیا ترے ماںجائے کا گلا

مارا بہ ظلم ستمگر نے پیاسے کو جان سے
میں لٹ گئی حسینؑ سدھارے جہان سے

(انیسؔ)

سلام

مصروف بکا تو غم سرورؑ میں نہیں ہے
اے مجرئی خلد اس کے مقدر میں نہیں ہے

ہے خانۂ کعبہ بھی اسی غم سے سیہ پوش
ماتم شہ مظلوم کا کس گھر میں نہیں ہے

زینبؑ نے کہا مجھ کو نہ بے پردہ کرے شمر
پیوند سوا کچھ مری چادر میں نہیں ہے

آئی یہ ندا مشک کو جب بھر چکے عباسؑ
یہ پانی سکینہؑ کے مقدر میں نہیں ہے

یوں خشک تھا حضرت کا گلا، کہتا تھا قاتل
خوں کا کہیں دھبہ مرے خنجر میں نہیں ہے

اے انس جو دل حب علیؑ سے نہیں سرشار
اس شخص کا حصہ کوئی کوثر میں نہیں ہے

(انسؔ)

سلام ۲

محسن انسانیت ہے کارساز کربلا
عظمت آدم نہ کیوں ہو سرفراز کربلا

منزل شہ ہے حامل راز و نیاز کربلا
زینبؑ مضطر کی ہے فریاد ساز کربلا

ڈھلتے ہیں کردار ایمانی اسی کے سوز میں
یہ غم شبیرؑ میں پنہاں ہے راز کربلا

منتخب انصار ایسے ساتھ لائے تھے حسینؑ
جن میں ہر چھوٹا بڑا تاریخ ساز کربلا

زیر خنجر بھی رہا شبیرؑ کا سجدے میں سر
ہے ادا بندگی کی نماز کربلا

کیوں نہ سو جائے دین مصطفےٰ پیر الضعیب
ہے حسینؑ ابن علیؑ سا کارساز کربلا

آفتاب نور وحدت سے لئے عکس ضیاء
ضو فگن ہے ماہتاب حق نواز کربلا

ساتھ سر کے سارا عالم کیوں نہ ہو تم پر فدا
بیکسی میں یہ کرم مہماں نواز کربلا

حشر تک جاری رہے یارب یہی فیض حسینؑ
ہیں دعاگو سب یہ عمر دراز کربلا

خون کے دریا میں ڈوبی کشتیٔ آلِ نبیؐ — سیل ماتم ہے نشانِ امتیازِ کربلا
یہ غمِ شبیرؑ میں سرشارہ کا نوحہ نہیں
دل کے پردوں سے صدا دیتا ہے سازِ کربلا

مرثیہ

جب قتل گاہ میں سرِ سرورؑ قلم ہوا

۱
جب قتل گاہ میں سرِ سرورؑ قلم ہوا
آلِ نبیؐ پہ بلوۂ اہلِ ستم ہوا
زہراؑ کو غم ہوا شہِ مرداںؑ کو غم ہوا
بیوؤں پہ دکھ پہ دکھ تو الم پر الم ہوا

رن میں خوشی تھی رحلت ابن بتولؑ کی
یاں جل رہی تھی خیمہ میں مسند رسولؐ کی

۲
کس کی مجال ہے جو اُن کو کرے رقم
کس رنج اور ملال میں حیدرؑ کے تھے حرم
سرورؑ کے بعد بیوؤں پہ جو جو ہوئے ستم
بیٹھے تھے ایک کونے میں با دیدۂ ہائے نم

کہتی تھی کوئی ہائے یہ کیسا غضب ہوا
بالکل تباہ خیمہ پیمبرؐ کا اب ہوا

۳
ناگاہ آگئی خیمہ میں فوجِ ستم شعار
ہاتھوں میں سب کے تیغیں چمکتی تھیں آبدار
شمرِ لعیں تھا بیچ میں اور گرد نابکار
اور شمرِ لعیں سب سے کہتا تھا ہنس ہنس کے بار بار

زیور میں لوں گا پہلے تو بنت بتولؑ کا
بعد اس کے میں جلاؤں گا خیمہ رسولؐ کا

۴
یہ کہہ کے آیا غصے سے زینبؑ کے وہ قریں
میدان میں تڑپنے لگی لاشِ شاہِ دیں
اُس وقت عرش ہل گیا تھرا گئی زمیں
لی شمرِ لعیں نے ردائے سرِ زینبؑ حزیں

پھر تو میں کیا کہوں کہ ستمگر نے کیا کیا
زہراؑ کی بہو و بیٹیوں کو بے ردا کیا

۵

لکھا ہے وقتِ عصر تو بے سر ہوئے امام
بعد اس کے پھر جلا دیئے شبیرؑ کے خیام
لوٹا حرم کو شامیوں نے آہ تا بشام
ہر دم سکینہؑ کہتی تھی بابا کا لے کے نام

مارا بھی اور لوٹا بھی گھر بھی جلا دیا
فوجِ لعیں نے خاک میں سب گھر ملا دیا

۶

شعلے بلند جب کہ قناتوں سے ہوتے تھے
اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی اک سمت روتے تھے
سرور کا نام لے کے حرم جان کھوتے تھے
رو رو کے اپنے اشکوں سے وہ منہ کو دھوتے تھے

ان ظالموں کا ظلم کہوں کس زبان سے
جاری لہو تھا بالی سکینہؑ کے کان سے

۷

وہ تین دن کی پیاس وہ جلتا خیام کا
ہر چند اشکبار تھی سب آلِ مصطفےٰ
روتے تھے بچے خیمے میں آنکھیں بھر بھرا
ہوتی ہے سرد اشکوں سے آتش کہیں بھلا

جو آہ اہلِ بیتؑ کی تھی دل خراش تھی
سقائے اہلِ بیتؑ کی کیا کیا تلاش تھی

۸

کبراؑ کے پاس آ کے لگا کہنے وہ شقی
رنڈسالے کو دکھا کے پکاری وہ دل جلی
دولت تری جہیز کی ہے کس جگہ گڑی
بالکل جہیز میں ہمیں دولت ہے یہ ملی

ایسا کسی کے بیاہ میں محشر ہوا نہیں
نوشاہ کو کفن بھی میسر ہوا نہیں

۹

بانوؑ سے ملعون کہتا تھا یہ شمر بے حیا
اس کے شلوکے کرتے جو ہیں تیرے پاس لا
اصغرؑ کی ننھی لاش کا زیور ہمیں بتا
جز رنج کچھ چھپانے سے ہوگا نہ فائدہ

بانوؑ نہ کچھ جواب بھی ظالم کو دیتی تھی
نامِ حسینؑ پاس سے ہر بار لیتی تھی

۱۰

فضہؑ کو گھیرے کہتا تھا خولی بد خصال
پوشیدہ تجھ سے کچھ نہیں حیدرؑ کے گھر کا حال
بتلا کہاں خزانۂ محبوبِ ذوالجلال
زیور کہاں خزانہ کہاں اور کہاں ہے مال

بتلا دے ہم کو مال صلہ تجھ کو دیں گے ہم
لوٹیں گے سب کو پر تری چادر نہ لیں گے ہم

رو کر کنیز فاطمہؑ کرتی تھی یہ بیاں
اسباب آلِ فاطمہؑ کا کیا ہیں دوں نشاں

۱۱

دولت جو ڈھونڈتے ہو سو دولت وہاں کہاں
مر جائیں تو کفن کو بھی نکلے نہ کچھ یہاں

جب روز عید شبرؑ و شبیرؑ روتے تھے
نازل فلک سے حلۂ فردوس ہوتے تھے

محتاج تھی لباس کی سر ما میں جب بتولؑ
دن رات اک عبا میں بسر کرتے تھے رسولؐ

۱۲

فوراً ہوا تھا چادرِ تطہیر کا نزول
لوٹے ہوؤں کی لوٹ میں ہوئیگا کیا حصول

زر کے لئے نہ بیبیوں سے ہم کلام ہو
سر سب کے کاٹ لے کہ یہ قصہ تمام ہو

ہرگز سنا نہ شمرؑ نے کچھ فضہؓ کا کلام
اس وقت سہمے جاتے تھے اطفال تشنہ کام

۱۳

جو ہاتھ آیا لے گیا وہ مال و زر تمام
رو رو سکینہؑ کہتی تھی فریاد یا امام

اس شمرؑ بد گہر نے ہمارے گہر لئے
مارے طمانچے کان بھی مجروح کر دیئے

القصہ لوٹ سے ہوئے فارغ جو بد گماں
حلقے میں لے کے بیوؤں کو باہر ہوئے رواں

۱۴

باندھی حرم کے بازوئے اقدس میں رسماں
ہر اک قدم پہ شرم سے گرتی تھی بیبیاں

پوشش کو تھی نہ ایک ردا اہلبیتؑ میں
تھی وامصیبتا کی صدا اہلِ بیت میں

مرثیہ ۲
پامال جب کہ ہو گیا لاشہ حسینؑ کا

پامال جب کہ ہو گیا لاشہ حسینؑ کا
ماتم تھا خیمہ گاہ میں برپا حسینؑ کا

روندا ستمگروں نے سراپا حسینؑ کا
بیوؤں میں غل تھا چار طرف وا حسینؑ کا

سب بے ردا تھیں تباہی کی آنکھوں میں بھر گئیں
سیدانیاں غضب کی مصیبت میں گھر گئیں

۲

تب لشکرِ ستم سے مخاطب ہوا عمر
سب ہے معاف تم کو شہِ دیں کا مال و زر
سیدانیوں کو لوٹ کے اب کھولیو کمر
حکمِ یزید کا بھی رہے دھیان سر بسر
ظلم و جفا سے مُنہ کو نہ تم اپنے موڑیو
چادر کسی غریب کے سر پر نہ چھوڑیو

۳

بڑھ کر کیا عجم کے رسالے نے تب کلام
سب جانتے ہیں اس کو وہ ہے زوجۂ امام
شہزادی ہے جو بانوئے سلطان نیک نام
ہرگز قدم بڑھائے نہ اُس سمت فوجِ شام
ہونے نہ دیں گے ننگے سر اس کو محال ہے
چادر جو اس کی چھینے کوئی کیا مجال ہے

۴

سُن کر یہ بات تب پسرِ سعدؑ بے حیا
واں اک لعین قبیلۂ سندی سے تھا کھڑا
بولا نہ لیجیو بالئے شبیرؑ کی ردا
غصہ میں آکے یہ پسرِ سعدؑ سے کہا
کیا جا کے مُنہ دکھاؤ گے شاہِ مدینہ کو!
دیکھو نہ لوٹے کوئی رباب و سکینہؑ کو

۵

بولا سرِ غرور ہلا کر وہ بے حیا
قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے یہ تب شمرؑ نے کہا
مجھ کو قبول تری سفارش ہے غم نہ کھا
خاطر سے تیری میں نے کیا شہ کا سر جدا
صدمہ دیا یہ آہ شہِ مشرقین کو
آگے بہن کے ذبح کیا ہے حسینؑ کو

۶

لیکن تجھے خیال نہیں اس کا نابکار
مارا اُسے کہ تھا وہ نہایت قصور وار
رشتہ میں میرا کون تھا عباسؑ نامدار
لٹنا یہ اس کی زوجہ کا ہے مجھ کو ناگوار
غیرت ہے کیا نہیں تجھے کھویا ہے دین کو
کس طرح مُنہ دکھاؤں گا اُم البنینؑ کو!

۷

شمرِ لعیں نے جب یہ عمر سے کیا بیاں
پھر حبشیوں نے آکے کہا اس سے ناگہاں
بولا نہ کوئی لوٹے گا اس بی بی کو یہاں
فضہؑ جو ہے کنیز شہنشاہِ دو جہاں
ہم قوم وہ ہماری بصد عز و شان ہے
لوٹے کوئی اُسے یہ بھلا کس میں جان ہے

نزدیک تھا کہ غرق ہو بالکل وہ بے حیا زینبؑ خدا کے واسطے یہ کہہ رہی ہو گیا	۱۴	ناگہ شہ حسینؑ نے زینبؑ کو دی صدا تم صابرہ کی بیٹی ہو غصہ نہیں روا

بے چادری سے گو تمہیں ذلت تو ہو گئی
پر اس سے پردہ پوشئ امت تو ہوئے گی

بے چادری سے دل میں نہ شرمانا مطلقاً دُرّے بھی تازیانے بھی مارے گئے اشقیا	۱۵	تم کو تو شام تک ابھی جانا ہے بے ردا لیکن جو بات بات پہ یوں غصہ آ گیا

امت نہ پھر بچے گی شہ مشرقین کی!
کیوں رائیگاں یہ کرتی ہو محنت حسینؑ کی!

بولا یہ شمرؔ شان رحیمی دکھائیے مجھکو زمیں کے ہاتھ سے بی بی بچائیے	۱۶	مرتا ہوں اس عذاب سے جلدی چھڑائیے مجرم ہوں جرم سے مرے اب ہاتھ اٹھائیے

فاسق کی التجا کو نہ زنہار رد کرو
صدقہ حسینؑ بھائی کا میری مدد کرو

آل نبیؐ کے رحم پہ سو جان سے نثار فرمایا بوترابؑ کی دختر نے ایک بار	۱۷	سنکر یہ استغاثہ شمر ستم شعار ہاں اے زمیں اگل دے اسے پھر کرم دگار

ہے غیر حال بادشہ کربلاؑ کا!
اس کو سزا دوں حکم نہیں میرے بھائی کا

فرما کے یہ زمیں سے ہوئی دور وہ حزیں رونے کی اب جگہ ہے کریں غور مومنیں	۱۸	بخشی رہائی شمر ستمگار کو وہیں احسان بھولا زینبؑ بیکس کا وہ لعیں

کیونکر نہ نکلے آہ دل دردناک سے
چھینی اسی لعیں نے ردا فرق پاک سے

● بیاض تسکین زینبؑ حصہ سوم زیر ترتیب ہے انتظار کیجیے

مرثیہ ۳

جب خیمۂ فرزندِ پیمبرؐ ہوا تاراج

جب خیمۂ فرزند پیمبرؐ ہوا تاراج
ناموس نبیؐ کا زر و زیور ہوا تاراج

۱

اک شور ہوا خانۂ حیدرؑ ہوا تاراج
جو رونق دنیا تھا وہی گھر ہوا تاراج

بے دینوں نے لوٹا حرم شیر خداؑ کو
سیدانیاں محتاج ہوئیں ایک ردا کو

ان قیدیوں میں بیٹیاں زہراؑ کی کہاں ہیں
ہاں دیکھیں تو سر کس کے یہ بالائے سناں ہیں

۲

بے پردہ ہیں اس وقت یہ پردہ میں نہاں ہیں
کس کس کے یہ تن ہیں جو سرِ خاک تپاں ہیں

تلوار پکڑ کر علی اکبرؑ نہیں آتے
اب بہر مدد سبط پیمبرؐ نہیں آتے

کہتا تھا کوئی دشمن دیں بیڑیاں لاؤ
سجادؑ کے پہلو سے سکینہؑ کو ہٹاؤ

۳

زنجیر ید اللہ کے پوتے کو پہناؤ
لپٹا ہوا ہے باپ سے باقرؑ کو چھڑاؤ

سر کاٹ لو فرزند حسینؑ ابن علیؑ کا
فاتحہ خواں کبھی نہ رہے سبط نبیؐ کا

اونٹ آئیں وہ جن پہ نہ ہودج نہ عماری
ہے روز خوشی کا کہ ہوئی فتح ہماری

۴

کوفے کی طرف جائیگی رانڈوں کی سواری
کہدو کوئی قیدی نہ کرے گریہ و زاری

ہرگز نہ رہائی کسی تدبیر ملے گی!
بچہ بھی جو رو دے گا تو تعزیر ملے گی

اعدا کی یہ تاکید تھی رانڈوں کا یہ تھا حال
چلاتی تھی بانوؑ مرا لوٹا گیا اقبال

۵

سر پیٹتی تھیں چہرہ پہ بکھرائے ہوئے بال
میں رانڈ ہوئی قتل ہوا فاطمہؑ کا لال

کیوں کر نہ دوں دوہائی رسولؐ دوسرا کی
سر ننگے ہے بلوے میں بہو شیر خداؑ کی!

چلاتی تھی مقتل کی طرف زینبؑ مضطر
بازو مرے رسی سے بندھے چھن گئی چادر
۶
یا سبط نبیؐ لوٹی گئی آپ کی خواہر
حلقے میں ستمگاروں کے تنہا ہوں کھلے سر

فریاد ہے منہ اشکوں سے دھونا نہیں ملتا
تم قتل ہوئے اور مجھے رونا نہیں ملتا

کبراؑ کو یہ تقدیر نے ہیں ظلم دکھائے
نزدیک ہے مظلوم سکینہؑ کو غش آئے
۷
خوں روتی ہے منہ دست حنائی سے چھپائے
زخمی ہوئے ہیں گال طمانچے بھی ہیں کھائے

منہ خشک ہے پر روتی ہے کانوں پہ دھرے ہاتھ
اور کہنیوں تک چھوٹے سے ہیں خوں میں بھرے ہاتھ

ایک ایک کو سر کٹنے کا تھا وارثوں کے درد
سینوں میں جو دل جلتے تھے بھرتی تھیں دم سرد
۸
صدمے سے گرفتاری کے تھے چاند سے منہ زرد
تھراتے تھے شعلہ کی طرح سے تن پر گرد

نکلیں تھیں جو جلتے ہوئے خیمے کے تلے سے
لپٹے ہوئے اطفال تھے رانڈوں کے گلے سے

حلقے میں جفا کاروں کے تھے عابدؑ بیمار
حداد یہ کہتا تھا کہ اے شمر ستمگار
۹
شدت سے تپ غم کی غش آجاتا تھا ہر بار
پہناؤں کسے بیڑیاں اور طوق گرانبار

گردن یہ نہیں طوق گلوگیر کے قابل
یہ پاؤں نہیں حلقۂ زنجیر کے قابل

طوق اس کو پہناتے ہیں جو ہوتا ہے توانا
ان کا نہیں پاؤں میں زنجیر پہنانا
۱۰
دشوار ہے بیمار کو گردن کا اٹھانا
ورنہ ابھی ہو جائے گا دم تن سے روانا

نہ پاؤں ہیں اس بوجھ کے لائق نہ گلا ہے
یہ ضعف ہی اس کے لئے زنجیر بلا ہے

حداد سے یوں کہنے لگا قاتل شبیرؑ
یہ شیر ہیں بگڑیں تو نہ بن آئے گی تدبیر
۱۱
تکرار نہ کر جلد پنہا طوق گلوگیر
گردن میں رسن چاہیئے اور پاؤں میں زنجیر

بیماری میں سالم ہیں ضعیفی میں قوی ہیں!
غیض ان کا غضب ہے کہ یہ اولادِ علیؑ ہیں

۱۲

لازم ہے کہ اس طرح انھیں کیجئے گرفتار
پہونچے یہ کسے جائیں کہ ہوں انگلیاں بے کار
نہ پاؤں بڑھیں اور نہ کھینچے ہاتھ سے تلوار
بیڑی ہو یہ بھاری کہ چلے زور نہ زنہار
فریاد کو کبھی ہاتھ یہ مضطر نہ اٹھائے
طوق ایسا گراں ہو کہ کبھی سر نہ اٹھائے

۱۳

عابدؑ نے کہا گو ہیں گرفتارِ مُصیبت
ان کانپتے ہاتھوں میں بھی ہے زورِ امامت
بھر جائے زمیں خوں سے جو دکھلائیں شجاعت
کیا جانیئے کیا ہے جو دکھاتے نہیں طاقت
نہ ضعف کا باعث نہ نقاہت کا سبب ہے
واللہ فقط بخششِ اُمت کا سبب ہے

۱۴

آگے مرے زیور مری مادر کا اُتارا
بے جرم طمانچہ مری ہمشیر کو مارا
زینبؑ کی ردا چھن گئی گھر لٹ گیا سارا
یہ سب کیا اُمت کے لئے میں نے گوارا
خوش ہو کے اسیری کے بھی دُکھ درد سہیں گے
ہم وہ ہیں کہ ہر رنج میں صابر ہی رہیں گے

۱۵

یہ سُن کے لعیں طوق کا حلقہ لئے آیا!
زنجیر کو جب سامنے بیمار کے لایا
کس صبر سے عابدؑ نے سرِ پاک جُھکایا
فرزندِ یداللہ نے خود پاؤں بڑھایا
دم مارا نہ کچھ طوقِ گلوگیر پہن کر
سجدے کے لئے جھک گئے زنجیر پہن کر

۱۶

عادل ہے توانا ہے تو اے قادرِ مختار
مولا تری طاقت سے قوی ہے یہ دلِ زار
حامی ہے غریبوں کا ضعیفوں کا مددگار
یہ بار کہاں اور کہاں عابدؑ بیمار
یاں ایک قدم چلنے کا مقدور نہیں ہے
پہونچا دے جو منزل یہ تو کچھ دور نہیں ہے

۱۷

بابا سا شفیق اُٹھ گیا ہوں بیکس و تنہا
موجود ہے لو سر یہ تو کچھ غم نہیں اصلا
رانڈوں کا ہے ساتھ اور گرفتاری کی ایذا
اللہ سے کی حضرتا تری شفقت ہے زیادہ
گو بلوے میں عریاں سرِ ناموس بنی ہے
لب پر ہے ترا نام تو دل اس سے قوی ہے!

رو رو کے وہ بیمار یہ کرتا رہا تقریر
اسوار ہوئے گھوڑوں پہ سب ظالم بے پیر

۱۸

اونٹوں پہ چڑھیں بی بیاں باحالت تغیر
سجادؑ پیادہ چلے پہنے ہوئے زنجیر

نیزے پہ جو پر خوں سر شاہ شہداؑ تھا
اونٹوں پہ نبیؐ زادیوں میں حشر بپا تھا

مقتل میں جو وہ قافلہ سب لوحہ گر آیا
سینے میں الم سے دل سجادؑ بھر آیا

۱۹

تیغوں سے قلم باغ محمدؐ نظر آیا
بابا کو پکارے کہ یہ قیدی پسر آیا

صدمہ یہ ہوا زینبؑ ناشاد حزیں پر
اشتر سے گری ہائے اخی کہہ کے زمیں پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس دربیان

قافلہ اہلبیتؑ اطہار کی روانگی کربلا سے طرف کوفہ و شام

اسیرانِ کربلا

رُباعی

رہِ صبر و رضا کی ہیں وہی حد بندیاں اب تک
نہ گزرا کربلا کے بعد کوئی کارواں اب تک
کہیں ہوتی ہے جب شادی تو ایسے گان بجتے ہیں
کہ جیسے رو رہی ہیں حضرت قاسمؑ کی ماں اب تک
(قمر جلالوی)

قطعہ

قائم وفا پہ تا حدِ امکاں تو رہو!
محبوب حق کے تابع فرمان تو رہو
بغضِ علیؑ ہے اصل میں اسلام سے گریز
مومن نہ بن سکو تو مسلمان تو رہو
(معجز جونپوری)

سوز

اُس نے کہا کہ نام چھپاتے رہو یا امام
زینبؑ کو بے نقاب پھراؤں گا تا بہ شام
یہ سُن کے جھک گئے پئے سجدہ شہِ انام
مر کے بے وطن کا اُٹھا وہ نمک حرام
مارے گئے امامؑ بہن شہؑ سے چھوٹ گئی
پردیس میں حسینؑ کی سرکار لٹ گئی
(اطہر جعفری)

سوز ۲

رن میں جب بانوئے بیکس کی سواری آئی
لاشِ اکبرؑ پہ وہ کرتی ہوئی زاری آئی
اُٹھ مرے لال یہ مشتاق تمہاری آئی
دیکھو کس شان سے اماں یہ تمہاری آئی
نہ تو ہودج ہے نہ محمل نہ عماری بیٹا
سر کھلے بلوے میں اماں ہے تمہاری بیٹا

سوز ۳

کہتی ہے اشقیوں سے وہاں ہیں میرے بابا
مجھ کو وہاں لے جاؤ جہاں ہیں مرے بابا

دوروز سے ہائے تشنہ دہاں ہیں میرے بابا
سیدِ مظلوم کہاں ہیں مرے بابا

دوپہر ہوئی منہ نہیں بابا نے دکھایا
اُس قبلۂ کونین کو ہے کس نے چھپایا

سلام

غلام شاہ قنبر ہیں ہمارا پوچھنا کیا ہے
ہمارے سامنے تختِ سلیمانؑ کی ہوا کیا ہے

ہماری زندگی میں رنگ دنیا ڈھونڈھنے والے
ہماری زندگی میں عشق حیدرؑ کے سوا کیا ہے

بغیر اُلفت حیدر سمجھ میں آ نہیں سکتا
بنادی جس نے بگڑی کی زندگی وہ کیمیا کیا ہے

ہمارے باب میں قرآں کی رو سے فیصلہ کیا ہے
علیؑ کے دشمنوں سے دور رہتے ہیں بُرا کیا ہے

کہاں پہنچادیا قنبر تمہیں تاجِ غلامی نے
تمہاری ابتدا کیا تھی تمہاری انتہا کیا ہے

ابو طالبؑ سے عباسؑ علیؑ تک کیا تسلسل ہے
انھیں افراد نے دنیا کو بتلایا وفا کیا ہے

پہاڑوں کے جگر بھی کاٹ کر عباسؑ رکھ دینگے
کھُلے گا کربلا میں قوت دست خدا کیا ہے

سکوت حیدری صلح حسنؑ جب تک نہ سمجھو گے
سمجھ میں آ نہیں سکتا تمھاری کربلا کیا ہے

عقیدت جو نہیں رکھتے محمدؐ کے گھرانے سے
انھیں معلوم کیا معجزؔ. دلِ درد آشنا کیا ہے

(معجزؔ جونپوری)

مرثیہ ۱

جب اہل بیتؑ آئے لاشوں پہ اقربا کے

جب اہل بیتؑ آئے لاشوں پہ اقربا کے
بالی سکینہؑ لپٹی تب لاش شہ سے آ کے

تسلیم کی پدر کو ننھا سا ہاتھ اُٹھا کے
بولی کہ ظلم سُنئے اب شمر بے حیا کے

زینبؑ کے آگے بابا ماں کے حضور بابا
مجھ کو طمانچے مارے ہیں بے قصور بابا!

۲

بابا ستمگروں کا ہم کو ستانا دیکھو
رن میں اسیر ہو کر اماں کا آنا دیکھو
بیٹی کا رونا دیکھو اُن کا رلانا دیکھو
بھائی کی پُشت دیکھو اور تازیانہ دیکھو

کیا حادثے ہوئے ہیں کیا آفتیں پڑی ہیں
سر ننگے بال کھولے زینبؑ پھوپھی کھڑی ہیں

۳

کبراؑ دلہن یہ بابا کیا شدّت محن ہے
مظلوم تھا جو دولہا مظلوم اب دُلہن ہے
کنگنا بندھا تھا شب کو اب ہاتھ میں رسن ہے
بنڑی تو بے ردا ہے نوشاہ بے کفن ہے

پردے کو اس دلہن کے اب ذات کبریا ہے
رنڈسالہ چھن گیا ہے مقنع بھی چھن گیا ہے

۴

جب بنتِ شاہِ دیں نے روداد یہ سنائی
اتنے میں زینبؑ اُس جا کہتی ہوئی یہ آئی
میدانِ قتل کانپا اور لاش تھرتھرائی
اُٹھو امام بھائی لو تو حسینؑ بھائی

خاطر مری ہے لازم گھر ہو کہ بے وطن ہوں!
بن بیٹوں کی ہوں مادر بن بھائی کی بہن ہوں

۵

اے بے کفن برادر کیا قدرت خدا ہے
ایک دن یہ ہے کہ رن میں تو بسمل جفا ہے
دوشِ نبیؐ پہ اکثر تو عید کو چڑھا ہے
وہ تیری ابتدا تھی یہ تیری انتہا ہے

نانا کی بُردباری دکھلا رہے ہو بھائی
بابا کی خاکساری دکھلا رہے ہو بھائی

۶

زینبؑ کا تھا یہ نوحہ اور کہتی تھی یہ بانوؑ
بلتا ہی کبھی نہیں ہے ڈھونڈوں جو رن میں تم کو
اکبرؑ کدھر ہو بولو اصغرؑ کدھر ہو لو لو
اے میرے نامرادو اے میرے بھوکے پیاسو!

برچھی کے مارے بولو پیکاں کے مارے بولو لو!
صدقے تمہارے لو لو واری تمہارے لو لو!

۷

اکبرؑ کا لاشہ ناگہ تقدیر نے دکھایا
جو ماں کلیجہ زخمی اور منہ سے منہ ملایا
سجادؑ کو پکاری بیٹا بڑھو یہ کیا ہے
زخمِ جگر سے اُس نے بیٹے کا ہاتھ اُٹھایا
پھر لاش کے بغل میں اک نامہ اُس نے پایا
وہ بولے خطِ صغراؑ القدیر یہ کا لکھا ہے

۸

بانوؑ پکاری ہاں یہ صغراؑ کا خط ہے واری
یاں تو تمہارے دل پر برچھی لگی یہ کاری
پھر لاش کے جگر پر خط رکھ کے یہ پکاری
صغراؑ وطن میں اب تک ہے منتظر تمہاری

اے نامراد اکبرؑ اے نوجوان اکبرؑ!
اٹھارہ سال کے تھے تم مہمان اکبرؑ

۹

تم مر گئے پر ارمان نکالوں کیونکر
آگے پکارتی تھی میں تم کو کہہ کے اکبرؑ
سہرا میں کس کے باندھوں تن ہے تمہارا بے سر
اب روؤں پیاسا کہہ کر یا نامراد کہہ کر

شادی بھی تو تمہاری ہے ہے نہ ہونے پائی
دولہا بھی کہہ کے تم کو بانوؑ نہ رونے پائی

۱۰

ناگہ عدو پکارے بس رو چکے اسیرو
گھبرا گئی سخت زینبؑ اور یہ پکاری رو رو
رو لینا راستے میں اونٹوں پہ بیٹھو اب تو
اے کربلا علیؑ کے پیاروں کو سونپا تجھ کو

چھٹتی ہے بنت زہراؑ فرزند مرتضٰیؑ سے
اے کربلا ہوشیار مہمان کربلا سے!

۱۱

آواز فاطمہؑ کی اس دم ہوئی یہ پیدا
کیوں کربلا کو سونپا میرے پسر کا لاشا
اے سوگوار شبیرؑ اے میری بیٹی دکھیا
کیا روح فاطمہؑ کی حاضر نہیں ہے اس جا

بھائی کو اپنے تو بھی اے خستہ حال رو لے
زہراؑ تو بیٹھتی ہے لاشے پہ بال کھولے!

۱۲

ارشاد فاطمہؑ سے زینبؑ کو چین آیا!
بچوں کو قیدیوں نے آغوش میں اٹھایا!
ناگاہ شمر ملعوں اونٹوں کو رن میں لایا
ناگہ پکاری فضہؑ فریاد ہے خدایا!

تنہا زمیں کے اوپر لاش امام دیں ہے
اے بیبیو سکینہؑ رن میں کہیں نہیں ہے!

۱۳

چلائی بانوؑ لوگو ٹھیرو برائے حیدرؑ
ہے ہے کہاں میں جاؤں ڈھونڈوں کہاں کہاں پر
وہ تو ابھی پدر کے لاشے پہ رو رہی تھی
کھوئی گئی ہے بیٹی ماں ہو سوار کیونکر
میری یتیم بچی میری غریب دختر
فریاد کر رہی تھی قربان ہو رہی تھی!

لوگو ابھی سُنا تھا کہتی تھی ہائے بابا !!
اکبرؑ کی لاش پر بھی اس کو تھا میں نے دیکھا
دکھلاتی تھی پدر کو زخمی وہ کان اپنا
بھائی کا چومتی تھی کس پیار سے کلیجا

۱۴

اصغر ہلا تھا اس سے اصغر سے وہ ہلی تھی !
مُردے کے وہ جھنڈولے بالوں کو سونگھتی تھی

بانوؑ کے اس بیاں سے ٹکڑے ہوا کلیجا
اکبرؑ کی لاش سے وہاں زینبؑ نے رو رو پوچھا
پھر آئی قتل گہ میں سر ننگے بنتِ زہراؑ
بیٹا کہیں بہن کو تم نے ہے رن میں دیکھا

۱۵

کھو گئی سکینہؑ جنگل سے ڈھونڈھ لاؤ
اکبرؑ اٹھو بہن کو مقتل سے ڈھونڈھ لاؤ

نام سکینہؑ لے کر ڈھونڈھا تمام صحرا
سب گر پڑیں زمیں پر کہہ کہہ کے واحسینا
مقتل میں پر نشان بھی پایا کہیں نہ اُس کا
ناگاہ کوئی بولا اے دخترِ ابنِ زہراؑ !

اِک لاش نہر پر جو شانے کٹی پڑی ہے
اِک لڑکی زلفیں کھولے اس لاش پر کھڑی ہے

سر پیٹتی ہے اپنا ہے ہے چچا وہ کہہ کر
سب نے کہا سکینہؑ واں ہوئے گی مقرر
زخمی ہیں کان دونوں کرتا لہو سے ہے تر
کہہ دو کہ لے کے ناقے واں سے چلیں ستمگر

سقائے شاہِ دیں پر ہم اشکبار ہوں گے
ابنِ علیؑ کو رو کر قیدی سوار ہوں گے

مرثیہ ۲

جب لُٹ کے کربلا سے اسیرِ ستم چلے

جب لُٹ کے کربلا سے اسیرِ ستم چلے
روتے سروں کو پیٹتے پابندِ غم چلے
سجادؑ سر برہنہ بہ دردو الم چلے
زینبؑ نے لاش شہ سے کہا بھائی ہم چلے

مرنے سے آپ کے میں یہ ایذا اٹھا رہی ہوں
دربار میں یزید کے سر ننگے جا رہی ہوں

۲

ہے ہے مرے مسافر کرب و بلا حسینؑ
ہے ہے تجھے نہ پانی کا قطرہ ملا حسینؑ
ہے ہے مرے غریب قمر مہ لقا حسینؑ
ہے ہے تمام تن ترا ٹکڑے ہوا حسینؑ

پیاسے گلے پہ خنجر بیداد چل گیا
ہے ہے تڑپ تڑپ کے ترا دم نکل گیا

۳

اے نینوا علیؑ کی بضاعت تجھے ملی
اے خاک میری ماں کی ریاضت تجھے ملی
اے کربلا خدا کی امانت تجھے ملی
لے اے زمین شمع امامت تجھے ملی

دامن ترا بھرا میری کھیتی اجڑ گئی
سرحد میں تیری بھائی سے زینب بچھڑ گئی

۴

یہ کہہ کے سر کو پیٹ کے روئی وہ دل جلی
گردن رسن میں آپ کی بیٹی کی ہے بندھی
آ کر نجف سے حال مرا دیکھو یا علیؑ
کہتی یہ ماریہ سے وہ با چشم تر چلی

ہے ہے میں کربلا کے محلے میں لٹ گئی
پردیس میں آ کے برادر سے چھٹ گئی

۵

کیا لطف زندگی کا جو نقشہ بگڑ گیا
اس قافلہ کا قافلہ والا بچھڑ گیا
کیوں کر نہ تڑپوں آہ بڑا پیچ پڑ گیا
ہے ہے ہمارا کیسا بھرا گھر اجڑ گیا

پردیسیوں نے چھاؤنی جنگل میں چھائی ہے
بھائی نے میرے ایک نئی بستی بسائی ہے

۶

مہماں بلا کے ہم سے دغا کی لعینوں نے
کچھ بھی ذرا نہ شرم و حیا کی لعینوں نے
کیا کیا نہ ہم پہ جور و جفا کی لعینوں نے
گردن قفا سے شہ کی جدا کی لعینوں نے

خیمہ جلا کے اہل ستم شاد ہو گئے
ہم کربلا میں آن کے برباد ہو گئے

۷

بھائی پہ میرے سامنے نیزے چلا گئے
شبیرؑ شکر ہی منہ سے کہا کئے
روتی رہی میں وہ سر شبیرؑ لے گیا
تیغ و تبر بدن پہ برابر لگا گئے
اترا نہ شمر سینہ سے بے سر جدا کئے
بھائی کی میرے خوں بھری تصویر لے گیا

۸

فریاد ہم غریبوں کی سُنتا نہیں ہے کوئی | کس سے کہیں جو ہم پہ مصیبت گزر گئی
چادر بھی مُنہ چھپانے کو مُنھ پہ نہیں رہی | سر کھولے شہرِ شام میں آئی ہیں دل جلی

اعدا ہمیں دکھا کے سرِ شہ رُلاتے ہیں
اب سامنے شقی کے مجھے لے کے جاتے ہیں

۹

زینبؑ سے سُن کے رونے لگے ساکنانِ شام | پھر اس طرح سے بیٹے کے سر کو کیا کلام
بتلاؤ اے ستم زدہ کیا ہیں تمہارے نام | نیزوں کی نوکوں پہ جو چڑھے ہیں یہ سر تمام

سردار اس میں کون ہے اور کس کے سر ہیں یہ
کس برج کے ستارے ہیں کس کے قمر ہیں یہ

۱۰

بانوؑ نے دیکھ کر سرِ اکبرؑ کو یہ کہا | اٹھارویں برس یہ چھٹا مجھ سے مہ لقا
کن کن مصیبتوں سے اُسے میں نے پالا تھا | مجھ سے چھڑا کے لے گئی اک آن میں قضا

جنگل بسایا گھر مرا ویران کر گیا
نیزہ جگر پہ کھا کے جوانی میں مر گیا

۱۱

پھر بولی دیکھ کر سرِ اصغرؑ وہ نوحہ گر | مجھ بے نصیب ہی کا یہ ششماہہ تھا پسر
صدمہ جو پیاس کا ہوا ننھی سی جان پہ | مُنہ سے زباں نکالدی ہونٹوں پہ پھیر کر

تیرِ ستم کے لگتے ہی نقشہ بدل گیا
ہچکی کے ساتھ سینہ سے بس دم نکل گیا

۱۲

دولھا کے سر کو دیکھ کے مادر یہ کہتی تھی | مجھ دل جلی کا لاڈلہ فرزند ہے یہی
ہے اُونٹ پر اسی کی دلہن سر کو پیٹتی | حلقوم پر چھُری اسی نوشاہ کے چلی

سینہ پہ روزِ عقد سناں اس نے کھائی ہے
جاتی ہے قید ہو کے دُلہن یہ دوہائی ہے

۱۳

عباسؑ کی یہ زوجہ پُکاری بہ اشک و آہ | سقّہ بھی بنا تھا سکینہؑ کا رشکِ ماہ
دریا پہ لے گئی تھی بھتیجی کی اس کو چاہ | اعدائے دیں نے روکی تھی آکر اسی کی راہ
یہ ہے نشانِ علیؑ کا نشانہ اس کی شان کے | شانے سے ہاتھ کاٹے گئے اس جوان کے

آ گئے سروں کے نیزے پہ جو بن کے چاند سا نانا نبی اُسی کے ہیں اور ماں ہے فاطمہؑ	۱۴	سر پیٹ کر یہ زینبؑ بیکس نے پھر کہا ہے یہ حسینؑ ابن علیؑ شاہ کربلا

مظلوم و بے وطن ہے یہ اور خستہ تن ہوں میں
بے غسل و بے کفن وہ ہے اس کی بہن ہوں میں

چند نایاب اور مشہور زمانہ کتابیں

جن کا پڑھنا اور ہر گھر میں رکھنا ضروری ہے

یہ کتابیں جناب وصی خان نے بھرپور حوالہ جات اور عمیق تحقیق کے ساتھ تحریر کی ہیں ان کے مطالعہ سے آپ کی محبت عقیدہ حقہ سے مستحکم سے مستحکم ترین ہو جائیگی اور مومنین کرام کے ایمان میں زبردست پختگی آئے گی اور دین حقہ سے آپ کی معلومات میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔

۱۔ کتاب علیؑ علیؑ۔ حصہ اول و حصہ دوم۔ فضائل امیر المومنین کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر!

۲۔ کتاب حسنین حسنین۔ حصہ اول و حصہ دوم۔ شہید کربلا کی عظیم المرتبت شخصیت پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے

۳۔ کتاب بیعت علیؑ۔ علیؑ نے کسی کی بیعت نہیں کی! حضرت ابوبکرؓ سے وراثت خلافت کا ہیجان خیز مکالمہ جس کے ایک ایک لفظ سے علیؑ کے وصی رسول اللہؐ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت فراہم ہے۔ بلاشبہ شیعیان علیؑ کے لئے کتاب ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ اس کتاب میں قرآن، حدیث اور کتب اہلسنت سے ثابت کیا گیا ہے کہ علیؑ نے بیعت نہیں کی!

۔ کتاب وراثت فدک۔ اس کتاب میں حق وراثت کو کتب اہلسنت سے قرآن و حدیث کی روشنی میں انتہائی دلپسند انداز نگارش کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۔ بیاض تسکین زہراؑ حصہ اول و حصہ دوم انتہائی رقت آمیز لاجواب نوحوں کا مجموعہ خصوصی طور پر سوگواران شہدائے کربلا کے درس ایمانی پر مرمٹنے والی بہنوں کے لئے تحفہ ہے۔

۔ حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجودہ تعزیرات اسلامی۔ و شرعی احکام مطابق فقہ جعفریہ۔ اس کتاب میں تقریباً دو سو فیصلے جن کو جناب امیرؑ نے ارشاد فرمائے۔ اور شرعی احکام مطابق فقہ جعفریہ جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موجود ہیں

۱۔ رحمت اللہ بک ایجنسی بمبئی بازار کھارادر کراچی
۲۔ محفوظ بک ڈپو مارٹن روڈ کراچی
۳۔ احمد بک ڈپو رضویہ سوسائٹی ناظم آباد کراچی
۴۔ مکتبہ مسعودیہ مسجد نورالایمان ناظم آباد کراچی

ملنے کا پتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلسِ دربیان

سیّد الشہداءؑ کا سوئم

رُباعیات

(۱)

اپنی اُمّت کی محبّت کتنی دامن گیر ہے
یہ رسُولِ آخری کی آخری تقریر ہے
کہہ دیا بیشِ کتاب حق دکھا کر آلؑ کو
دیکھو یہ قرآن ہے یہ قرآن کی تفسیر ہے

(قمر جلالوی)

(۲)

محافظِ شہ گردوں مقام بن کر رہے
پہونچ کے نہر پہ بھی تشنہ کام بن کے رہے
جلالِ حضرتِ عباسؑ تھا خُدا کی پناہ
مگر حسینؑ کے دل سے غلام بن کے رہے

(قمر جلالوی)

(۳)

حیدرؑ کو خُدا سے جو جُدا کہتا ہے
سُنتے کبھی نہیں ہم کہ وہ کیا کہتا ہے
معنیٔ علیؑ پوچھ لو جس سے چاہو
بندہ کو بندۂ خدا خدا کہتا ہے

سوز ۱

بھائی کے سر کو رکھے گود میں وہ بنت علیؑ
اپنے ماں جائے کو زہراؑ کی طرح روتی تھی

کہتی ہیں رو کے فاطمۂ زہراؑ بدردِ غم
اے میرے شیعو آج بہتّرؑ کے پھول ہیں

مرثیہ

جب ختم ہوئی آلِ محمدؐ سے لڑائی

۱

جب ختم ہوئی آلِ محمدؐ سے لڑائی
اور لُٹ گئی خاتونِ قیامت کی کمائی
ڈوبا شفقِ خون میں دن، غم کی شب آئی
یوں زینبؑ دل خستہ نے فریاد مچائی

اے بھائی پھر اس خیمۂ ویراں کو بساؤ
گھبراتا ہے جی شام ہوئی گھر میں پھر آؤ

۲

کل شام تلک داغ فلک نے نہ دیا تھا
عباسؑ نے لشکر کو اسی وقت سجا تھا
کل اس گھڑی تسبیح تھی اور ذکرِ خدا تھا
اکبرؑ کو اذاں دینے کا ارشاد ہوا تھا

جب سے سحرِ ظلم نمایاں ہوئی بھیّا
بستی مرے ماں جائے کی ویراں ہوئی بھیّا

۳

کل ظہر تلک آئے تھے گھر میں کئی باری
اب کیا ہوا جو پھر کے نہیں آئی سواری
سب گھر کے لگائے ہوئے ہیں آس تمہاری
اور کہتے ہیں بیتابی بچوں یہ وہ زاری

بے بابا سکینہؑ کا بہلنا ہے قیامت!
اور رات کو بچوں کو مچلنا ہے قیامت

۴

کہتی ہے اشاروں سے کہاں ہیں مرے بابا
مجھ کو وہاں لے جاؤ جہاں ہیں مرے بابا
دو روز ہوئے تشنہ دہاں ہیں مرے بابا
سیّد مرا مظلوم کہاں ہیں مرے بابا
دوپہر ہوئی منہ نہیں بابا نے دکھایا
اس قبلۂ کونین کو ہے کس نے چھپایا

ایک اک سر پہ پکا کرتی تھی اک بی بی — ہائے بٹیا کوئی کہتی تھی کوئی ہائے اخی

پہلے بھائی کو برادر کی طرح روتا ہے

پھر سے مانجائے کو مادر کی طرح روتا ہے

(سردار نقوی)

سوز ۲

پھر کہا رو کے کہ گود کے پالو اٹھو — پھر سے ہتھیار سجو میرے جیالو اٹھو

اے مرے اجڑے ہوئے گھر کے اجالو اٹھو — ماں کو غش آتا ہے اب اٹھ کے سنبھالو اٹھو

اور لواتے ہوئے کم سخن چپ رہ کر!

پھر سے اکبار پکارو مجھے اماں کہہ کر

(سردار نقوی)

سلام ۱

دم توڑتی ہے خاک پہ نادان یا حسینؑ — سیدانیاں ہیں ساری پریشان یا حسینؑ

زینبؑ غریب کس کو کہانی سنائے گی — دنیا سے کوچ کر گئی نادان یا حسینؑ

لے دے کے زندگی تھی اسی سے ربابؑ کی — کیسے جئے گی اب وہ پریشان یا حسینؑ

بچی تو قید خانہ میں گھٹ گھٹ کے مر گئی — ظالم یزید اب ہے پشیمان یا حسینؑ

اصغرؑ ہوئے سکینہؑ ہوئی چھن گئی ردا — ہے دین پر ربابؑ کا احسان یا حسینؑ

غربت ہے قید خانہ ہے زینبؑ کرے گی کیا — میت پہ خود ہی پڑھتی ہے قرآن یا حسینؑ

پانی ہے نہ پینے کا اور نہ منہ ڈھانپنے کی ردا — غسل و کفن کا کیسے ہو سامان یا حسینؑ

سلام ۲

سر پیٹیں مومنین کہ سرور کے پھول ہیں — بیکس غریب کشتۂ خنجر کے پھول ہیں

رو رو کے خاک اڑائیں عزادار شاہ دیں — عباسؑ ابن حیدرؑ صفدر کے پھول ہیں

باغ جہاں میں پھول کبھی جو کہ نہ کھلنے پائے — اس نوجوان شبیہ پیمبرؐ کے پھول ہیں

گھر کی لٹریاں تیغوں سے میدان میں کٹیں — دولہا شہید قاسمؑ مضطر کے پھول ہیں

مرجھائیں کیوں نہ رنج سے اہل عزا کے دل — گلزار جعفری کے گل تر کے پھول ہیں

نادان سکینہؑ کو میں سمجھا نہیں سکتی
سہمی ہوئی بچی کو میں سمجھا نہیں سکتی
پردے سے تو باہر میں اُسے لا نہیں سکتی
میدان میں پاس آپ کے میں آ نہیں سکتی

۵

مقتل میں جو یہ آئے گی پردہ نہ رہے گا
یہ آئے گی رن میں! عمر سعد ہنسے گا

ہے اس نے تمہیں خاک پہ بیٹھے ہوئے دیکھا
زخموں کا لہو جسم میں بہتے ہوئے دیکھا
اور شمر کے خنجر کو چمکتے ہوئے دیکھا
دریا میں لہو کے تمہیں ڈوبے ہوئے دیکھا

۶

کہتی ہے کہ مٹتا نہیں دھڑکا مرے جی کا
مرنا مجھے بھولا نہیں عباسؑ علی کا

میں قتل کے میدان کی طرف آ نہیں سکتی
پانی جو میسر ہو تو پلوا نہیں سکتی
بے حکم تمہارے میں اُدھر جا نہیں سکتی
زخموں کا لہو جسم سے دُھلوا نہیں سکتی

۷

مجھ کو تو منا ہی ہے یہاں شور و فغاں سے
پانی میں یتیموں کے لئے لاؤں کہاں سے

ہاں فاطمہؑ اماں کو خبر ہووے تو آئیں
تم کو پرِ جبریلؑ کے سایہ میں بٹھائیں
مجروح بدن چشمۂ کوثر سے دُھلائیں
آہِ دلِ سوزاں سے کہیں لب کہ نہ لائیں

۸

اے بھائی بہت دُکھ میں گرفتار ہے زینبؑ
معذور ہے، مجبور ہے نادار ہے زینبؑ

جس خیمے کی عباسؑ علی دیتے تھے چوکی
تھی بارکشی ناقۂ فردوس کو جس کی
اکبرؑ نے شبِ قتل تلک جس کی خبر لی
تھی عرش تلک جس کے طنابوں کی رسائی

۹

خنجر تری گردن پہ جو ہی چل گیا بھیا
وہ قسمت زینبؑ کی طرح جل گیا بھیا

کیسا ہو گیا جو دیر بہت رن میں لگی ہے
تسبیح اسی طرح مصلے پہ دھری ہے
ظہرین پڑھی رن میں کیا اب بھی نہ پھرو گے
اب شام غریباں کی شفق پھول رہی ہے
اب خیمۂ غریباں کی شفق پھول رہی ہے
کیا شام و عشاء کبھی نہ مرے ساتھ پڑھو گے

۱۰

تم جب سے ہوئے قتل کے میداں کو روانہ
دوپہر کے ڈھلتے ہی پھرا مجھ سے زمانہ
نے بیٹھنے کی جا ہے نہ ہے مجھ کو ٹھکانہ
گردوں نے کیا بس مجھے آفت کا نشانہ ۱۱

سمجھے نہ بہن مجھ کو محمدؐ کے جگر کی
اعدا نے تو چھوڑی نہیں چادر مرے سر کی

کی زینبؑ خاتون نے اس طرح سے زاری
سیل آنکھوں سے اشکوں کی لگاتار تھی جاری
آئی نہ نظر پھر بھی سیدؑ بے کس کی سواری
تب مرگِ برادر پہ یقیں کر کے پکاری ۱۲

اب آس مری ٹوٹ گئی ہائے حسینؑا
بھائی سے بہن چھوٹ گئی ہائے حسینؑا

تھے شعلے اِدھر تو دلِ زینبؑ سے نکلتے
تھے خیمۂ ناموس اُدھر آگ سے جلتے
بچے نہ کسی طرح تھے اُس آن سنبھلتے
تھے گودیوں میں ماؤں کی گرمی سے دہلتے ۱۳

یہ ظلمِ شنیعانِ قیامت پہ جو واں تھا
خورشیدِ قیامت کا سرِ شام عیاں تھا

بچوں کو جو وہ رات نظر آئی ڈراؤنی
پانی جو ملا بھی تو نہ پیتے تھے وہ پانی
تھے خوفزدہ ایسے وہ سب یوسفِ ثانی
اُس شب کو نہ سنتے تھے مصیبت کی کہانی ۱۴

ظلم و ستم و جور اس آفت کے سہے تھے
سہمے ہوئے لاشوں کی طرف دیکھ رہے تھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس دربیان

قافلۂ اہلبیتؑ اطہار پر مصائب!

حال راہ شام

رباعیات

عابدؑ کی تمام عمر زاری نہ گئی ! پوشاک عزا تن سے اُتاری نہ گئی
خواب و آرام و صبر و تاب و طاقت یہ سب گئے اور بے قراری نہ گئی !

(انیسؔ)

(۲)

یہ مجلس ماتم شہ بطحا ہے ارواح آئمہ کا گزر اس جا ہے
رونے کے لئے دور سے سب آتے ہیں یہاں ماتم فرزند نبیؐ برپا ہے

(انیسؔ)

(۳)

اک آن نہیں حق سے جدا حیدرؑ ہے حق کا کرم و لطف و عطا حیدرؑ ہے
حور و غلماں ملائک و جن و بشر سب جانتے ہیں عقدہ کشا حیدرؑ ہے

(انیسؔ)

سوز

بس اے انیسؔ بزم میں ہے گریہ و بکا وقت دعا ہے خالق اکبر سے کر دعا
یارب بحق احمدؐ و زہراؑ و مجتبٰےؑ دکھلا دے جلد روضۂ سلطان کربلا

دم لب یہ ہے زیارت مولا نصیب ہو
بیمار غم کو قرب مسیحا نصیب ہو!

(۲)

بس اے انیسؔ بزم میں برپا ہے شور و شین تا حشر کم نہ ہوگا کبھی ماتم حسینؑ

آقا سے کہ یہ عرض کہ یا شاہ مشرقین ۔۔۔ دوری سے اب نہیں ہے ذرا میرے دل کو چین
آنکھوں سے قبر پاک دکھاؤ غلام کو ۔۔۔ روضہ پہ اپنے جلد بلاؤ غلام کو

سوز ۳

جب لُٹ کے کربلا سے اسیر ستم چلے ۔۔۔ سجادؑ پابرہنہ بہ درد و الم چلے
پیچھے سروں کو پیٹتے پابند غم چلے ۔۔۔ زینبؑ نے لاش شہ سے کہا بھائی ہم چلے

مرنے سے آپ کے میں یہ ایذا اُٹھاتی ہوں
دربار میں یزید لعین کے سر ننگے جاتی ہوں

سلام

سلام اس پر جو بولا ناتواں آہستہ آہستہ ۔۔۔ لعینو لے چلو تم کاروان آہستہ آہستہ
رسن کے کھینچنے سے حال یہ عابدؑ کا پہنچا تھا ۔۔۔ ہوئیں تھیں مدہ میں سیدھی انگلیاں آہستہ آہستہ
یہ حالت ضعف سے سجادؑ کی چلنے میں پہنچی تھی ۔۔۔ چلے جس طرح نبض ناتواں آہستہ آہستہ
کہا عابدؑ نے تھم تھم کر چلیں کیونکر مرے آنسو ! ۔۔۔ کہیں بھی طفل ہوتے ہیں رواں آہستہ آہستہ
کہا بانوؑ نے رو کر چھل گئے ہیں پاؤں عابدؑ کے ۔۔۔ نکال آہن گر اس کی بیڑیاں آہستہ آہستہ
کہا عابدؑ نے یارب کیسے صغراؑ سے چھپاؤں گا ۔۔۔ مٹے گا طوق گردن کا نشاں آہستہ آہستہ
کھلیں تھیں ہڈیاں عابدؑ کی یوں شبیرؑ کے غم میں ۔۔۔ اُسے تلقین ہی دی تھی نکاں آہستہ آہستہ
کہا شمر لعیں نے تیر مار اصغرؑ کو تو جلدی ! ۔۔۔ نہ کھینچ اے حرملہ اپنی کماں آہستہ آہستہ
اذیت شمر کو منظور تھی دینا تو کرتا تھا ۔۔۔ گلوئے شہ پہ خنجر کو رواں آہستہ آہستہ
بھری تھیں حسرتیں قاسمؑ بنے کے کس کے سینہ میں ۔۔۔ نکلتی اس لئے تھی تن سے جاں آہستہ آہستہ
نہ مہندی راس آئی نیک ہم قاسمؑ سے کیا مانگیں ۔۔۔ یہی کہتی تھیں باہم سالیاں آہستہ آہستہ

سلام ۲

ہے سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے ۔۔۔ پاؤں میں آبلہ ہے آبلہ میں خار بھی ہے
کہتا تھا طوق گراں تجھ سے مرے حصہ میں ! ۔۔۔ ورنہ اس فوج میں خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے

طور کی طرح جو خیمہ پہ تجلی دیکھی
رو رو عابدؑ نے کہا لو زر بھی ہے نار بھی ہے

پوچھا اک شخص نے شبیرؑ تمہارا ہے کون
کہا بابا بھی ہے آقا بھی ہے سردار بھی ہے

منہ تھا اصغرؑ کا کھلا لب پہ انگوٹھا تھا دھرا
رو کے فرمایا کہ پیکان بھی ہے سوفار بھی ہے

دیکھ لاشوں پہ شہیدوں کے گلے زخم کھلے
بولے یہ قتل کا میدان بھی ہے گلزار بھی ہے

دم رکا جاتا ہے اور سر بھی جھکا جاتا ہے !!
طوق یہ تنگ نہایت ہے گرانبار بھی ہے

گرچہ بیمار ہوں پر زور امامت کے سبب
اونٹ بھی کھینچتا ہوں طاقت رفتار بھی ہے

اپنے بابا کے چلن پر ہوں میں مظلوم چلا
ورنہ مجھ میں اثر حیدرؑ کرار بھی ہے

کبھی ہے زور امامت کبھی ہے ضعف بشری
راہ چلنا مجھے آساں بھی ہے دشوار بھی ہے

جب اسے شمر نظر آتا تو رو رو کہتا
یہ ستمگر بھی ہے قاتل بھی ہے خونخوار بھی ہے

کربلا میں تو فصیح آیا خوشحال یترا
اب تو شبیرؑ کا مجرائی ہے زوار بھی ہے

مرثیہ ۱

پہونچا دیار شام میں جب سر امامؑ کا!

۱

پہونچا دیار شام میں جب سر امام کا
مجمع تھا راستہ میں ہر اک خاص و عام کا
آراستہ تمام تھا بازار شام کا
تھا سر برہنہ عترت خیر الانام کا!
قیدی تھے سب اٹے ہوئے گرد و غبار میں
اور تھا دہک رہا تن عابدؑ بخار میں

۲

تھا سب کے آگے آگے وہی زار و ناتواں
کھنچ سکتی تھیں نہ ہاتھ سے اونٹوں کی رسیاں
خوں ہو گیا تھا خشک یہ امت کا جور تھا
طوق گراں گلے میں تھا پاؤں میں بیڑیاں
ایذا رگوں کو دیتی تھی زنجیر کی تکاں
گویا کہ سارے تن میں تشنج کا دور تھا

٣

سر ننگے دیکھ دیکھ کے ہنستے تھے بے حیا
کہتا تھا کوئی ہے یہی کنبہ رسولؐ کا
دیکھو اسیر ہے خلفِ ابن مرتضےٰؑ
دیکھو ہے ایک رات کی بیوہ کا سر کھلا
کنگنا بھی ہے بندھا ہوا دست حنائی میں
بستہ رسن بھی ہے اسی نازک کلائی میں

٤

جس نیزہ پہ دھرا تھا سر ابن مرتضےٰؑ
ناگاہ چلتے چلتے وہ رستہ میں رک گیا
ہر چند زور کرتا تھا خولی بے حیا
پر ہوتی تھی جگہ سے نہ جنبش اسے ذرا
بازو تھکے یہ زور گھٹا اہل شام کا
لیکن نہ اس جگہ سے بڑھا سر امام کا

٥

تب لے کے تازیانہ بڑھا شمر بدلقیں
آیا جناب سید سجادؑ کے قریں
بدعت وہ کی کہ رہ گئی تھرا کے سب زمیں
سر اپنا پیٹنے لگی تب زینبؑ حزیں
جب خون تازیانہ میں دیکھا بھرا ہوا
کہرام اہل بیت نبیؐ میں بپا ہوا

٦

اس ظلم پر تھا دیکھنے والوں کو بھی عجب
نیزہ پہ رو رہا تھا سر شاہ تشنہ لب
آکر قریں نیزہ پہ سجادؑ بولے تب
کیوں میرے بابا آگے نہ بڑھنے کا کیا سبب
بیکس کو تازیانہ یہ اعدا لگاتے ہیں
اب مجھ سے تازیانے نہیں کھائے جاتے ہیں

٧

اعجاز سے حسینؑ نے اس دم صدا یہ دی
اشتر سے میری پیاری سکینہؑ ہے گر پڑی
دیکھے کوئی کہاں ہے وہ آغوش کی پلی
بٹھلاؤ ڈھونڈ کر اسے تم اونٹ پر ابھی
اس واقعہ نے رانڈوں کے دل کو ہلا دیا
اشتر سے خود کو بنت علیؑ نے گرا دیا

٨

زینبؑ نے اس گھڑی جو نظر کی ادھر ادھر
دیکھا اک معظمہ بیٹھی ہیں خاک پر
کالا لباس جسم میں پہنی ہیں سر بسر
زانو پہ بنت شاہ کا رکھے ہوئے ہیں سر
آنسو رواں ہیں آنکھوں سے اور لب پہ آہ ہے
اس نیل گوں عذار پہ ہر دم نگاہ ہے

۹

شفقت سے بار بار یہ کہتی ہیں برملا
قہرِ خدا سے شمرِ ستمگر نہ کچھ ڈرا!
اس کم سنی میں تیری مصیبت کے میں فدا
کانوں سے بندے چھین لئے وا مصیبتا

بے رحم نے یتیم کے دل کو دکھایا ہے
بہہ بہہ کے خون کانوں کا گردن پہ آیا ہے

۱۰

بنتِ علیؑ نے دیکھ کے یہ مہربانیاں
احسان کیا وہ مجھ پہ کہ جس کا نہیں بیاں
کی عرض بڑھ کے آپ پہ قربان میری جاں
دے اجر اس کا آپ کو خلّاقِ دو جہاں

ماں سرپرست فاطمہؑ یا بابا علیؑ نہیں
ہم بیکسوں کا پوچھنے والا کوئی نہیں

۱۱

آگاہ ہو کس آپ کا ہے کیا حسب نسب
کیا نوجوان پسر سے ہوا ہجر ہے غضب
کیوں سر کھلا ہے آپ کا اس کا ہے کیا سبب
چہرے پہ خون کس کا ملا ہے بصد تعب

یادِ شہادتِ شہ بیکس رلاتی ہے
بو اس لہو سے تو مرے بھائی کی آتی ہے

۱۲

فرمایا اُن معظمہ نے تب بہ شور و شین
میں وہ ہوں جس کو بعد فنا بھی ملا نہ چین
پہچانا تو نے مجھ کو نہ اے نورِ عین
زانو پہ میرے کاٹا گیا ہے سرِ حسینؑ

زہراؑ ہے میرا نام فلک کی ستائی ہوں
میدان کربلا سے ترے ساتھ آئی ہوں

۱۳

گردن میں باہیں ڈال کے زینبؑ نے یہ کہا
لشکر ہمارے بھائیؑ کا سب قتل ہو گیا
اماں اُٹھائے ظلم جو ہم نے بیاں ہو کیا
یاں تک کہ چھ مہینے کا بچہ نہیں بچا

امڈی تھیں فوجیں آپ کے اک نورِ عین پر
یورش تھی لاکھوں کی تنہا حسینؑ پر

۱۴

ناوک تھے اس قدر تنِ مجروح پر لگے
تیروں پہ قتل گہ میں معلّق پڑے رہے
لوگوں کے منہ کو آئے جگر دل الٹ گئے
جب داہنے عذار کے بل خاک پر گرے
پہنچے زمیں پہ شمرِ ستمگر کے بوجھ سے
دب دب کے اور زخم تنِ شاہ پھٹ گئے

کس طرح سے بیاں ہو سسکنا حسینؑ کا
حسرت سے سوئے خیمہ وہ تکنا حسینؑ کا

۱۵

وہ اپنے ہاتھ پاؤں پٹکنا حسینؑ کا
وہ شدتِ عطش سے پھڑکنا حسینؑ کا

لب کھولے وقت تشنہ دہانی حسینؑ نے
پایا نہ ایک بوند بھی پانی حسینؑ نے

لاشہ بھی دشتِ ظلم میں پامال ہو گیا
ملبوس چاک چاک تو اعدا نے لے لیا

نیزے پہ بھی چڑھا سرِ فرزندِ مصطفٰےؐ
غسل و کفن نہ بیکس و مظلوم کو دیا

بجا ہے یہ خاک اڑانے کی اور شور و شین کی
اب تک لحد بنی نہیں میرے حسینؑ کی

مرثیہ ۲

"جب شام کے قریب حرم کا گزر ہوا"

جب شام کے قریب حرم کا گزر ہوا
دربار میں یزیدِ لعیں کے داخل عمر ہوا

۱

سردار فوجِ شام رواں پیشتر ہوا
شدت سے شاد حاکمِ بیداد گر ہوا

بولا کہ آج عجب دن ہے عید کا
آتا ہے سر کٹا ہوا شاہِ شہید کا

زہراؑ کی ہوویں بیٹیاں سب ہیں برہنہ سر
نیزے کی نوک پر ہے سرِ شاہِ بحر و بر

۲

بٹھلا کے ان کو لایا ہوں میں ننگے اونٹوں پر
ہمراہ سترہ اور ہیں نیزوں پہ خوں سے تر

ہے کون سخت بات جو ان کو کہی نہیں
زینبؑ کے منہ چھپانے کو چادر رہی نہیں

سنکر یہ حکم حاکمِ مردود و نابکار
کہنے لگے کہ خاک میں ہوں اونٹ پر سوار

۳

رونے لگے کمال ہی سجادؑ دلفگار
پیدل ہے میرے ساتھ مرا جدِّ نامدار

۹
اے بےحیا تجھے نہیں آتی ہے کچھ حیا
پیاسا ہوا شہید شہنشاہ کربلا
اپنے نبیؐ کے تو نے نواسے سے یہ کیا
پھر اہل قبلہ اور مسلمان تو رہا

فاسق شراب خوار ہے مردود دیں ہے تو
اے روسیاہ سلام کے قابل نہیں ہے تو

۱۰
جس دم سُنی یزید لعیں نے زینبؑ کی گفتگو
بولا کوئی ہے خواہر شبیرؑ نیک خو
کہنے لگا یہ کون ہے بی بی کشادہ مُنہ
بیٹی علیؑ کی جعفر طیارؓ کی بہو

وہ بولا کیوں نہ ہو اسے طاقت کلام کی
بیٹی ہے یہ امام کی خواہر امام کی

۱۱
یہ کہہ کے اس نے پاس سرِ شہؑ طلب کیا
دیکھا یزید لعیں نے جو سرِ شاہ کربلا
لایا سرِ امام نہ ماں شمرِ بے حیا
اللہ رے رُعب حق کہ لعیں اُٹھ کھڑا ہوا

جب سامنے لعیں کے سر آیا امام کا
چاروں طرف سے شور ہوا السّلام کا

۱۲
زینبؑ نے یوں لعیں سے کہا اے امیر شام
کچھ دیکھا تو نے معجزہ حضرت امام
یہ واجب السّلام ہے یہ لائق سلام
بھیجا سلام یاں ترے حقدار نے تمام

اس جا گزار حیدرؑ و ختم رسلؐ ہوا
چاروں طرف سلام ملائک کا غُل ہوا

۱۳
جس دم کلام زینبؑ تفتہ جگر سنا
طشتِ طلا میں اس نے سرِ شاہ رکھ دیا
آنسو ٹپک پڑے وہ لعیں کانپنے لگا
جس دم سکینہ بالی کو وہ سر نظر پڑا

وہ دلفگار رونے لگی پھوٹ پھوٹ کر
بے اختیار رونے لگی پھوٹ پھوٹ کر

۱۴
شمر لعیں سے کہنے لگا حاکمِ شقی
کیوں اس طرح سے روتی ہے بیٹی حسینؑ کی
کہنے لگی یزید لعیں سے وہ کیوں ستم زدی
بابا سے میں ملی نہیں مدت گزر گئی
اک روز رحم شمر نے مجھ پہ کیا نہیں
بابا کا سر مجھے کبھی اس نے دیا نہیں

	۱۵	
رحم آگیا لعیں کو سکینہؑ کی باتوں پر پایا سکینہؑ نے جو سرِ شاہِ بحر و بر		اک بار اُسے اٹھا دیا شمرِ لعیں نے سر چھاتی لگا کے بولی کہ ہے ہے مرے پدر

زینبؑ سے نقل ہے مری آنکھوں کے سامنے
لے لی زباں سکینہؑ کی مُنہ میں امام نے

	۱۶	
سجادؑ کو جو باپ کا واں سر نظر پڑا پھر اپنے دونوں ہاتھ بندھے جوڑ کر کہا		تسلیم کو پدر کی مع طوق جھک گیا کب تک کروگے قید سے بیمار کو رہا

طوقِ گراں اُٹھانے کی حالت نہیں رہی!
اب مجھ میں تازیانے کی طاقت نہیں رہی

	۱۷	
اعجاز سے یہ آئی سرِ شاہ سے صدا کیسا ہی تجھ پہ صدمہ ہو اے میرے مہ لقا		ہے بیٹا تیرے صبر کا رتبہ بہت بڑا اُمّت کی مغفرت کی نہ تم بھولیو دعا

دوزخ سے عاصیوں کی رہائی کرے گا تو
اُمّت کی جد کے عقدہ کشائی کرے گا تو

معراجِ فکر

شاعرِ اہلبیتؑ حضرتِ نجم آفندی

ہر دور میں رہے گی مجالس کی زیب و زین
بدلے یہ کائنات دبیں گے نہ دل کے بیَن
ہوگا نئے اصول سے پھر ماتمِ حسینؑ
سمجھیں گے اہلِ درد زیارت کو فرضِ عین
فرق آئے گا نہ ولولۂ اشتیاق میں
لاکھ اِنقلاب آئیں مزاجِ عراق میں

مجلس در بیان قافلہ اہلبیت اطہار

در حال بازار شام و کوفہ

مظلومئ اسیران کربلا

رباعیات

(۱)

اے دوست چھوڑ دشمنِ آلِ عبا کا ہاتھ
وہ ہاتھ ہے مکر و فریب و ریا کا ہاتھ
آ میں بتاؤں ڈھونڈھنے والے بغور سُن
مشکل پڑے تو تھام لے مشکلکشا کا ہاتھ

(نور لدھیانوی)

(۲)

مدّاحیٔ آل نے یہ عزت دے دی
خالق نے مجھے جہاں میں شہرت دیدی
ہر بیت پہ آتی ہے یہ ہاتف کی صدا
جا اس کے عوض میں ہم نے جنت دیدی

(اثر لکھنوی)

(۳)

مقبولِ خدا شیعوں کا رونا ہوگا
کیا قبر میں آرام سے سونا ہوگا
حورانِ بہشت آنکھیں بچھا دیں گی
چشم بد دور یہ کیا خوب بچھونا ہوگا

سوز

شام میں عترتِ شبیرؑ کھلے سر آئی
ناگہاں ہند حزیں نے یہ خبر سُن پائی
ہوش جاتے رہے مُنہ زرد ہوا گھبرائی
پوچھا ایک ایک سے یہ فوج ہے کس کی آئی

کوئی کہنے لگا گو زار و پریشاں ہیں اسیر
پر یہ کفار بھی کہتے ہیں مسلماں ہیں اسیر

سوز ۲

دھوم کوفہ میں ہوئی اہل حرم آتے ہیں ۔ ہو کے محبوس شفیعان امم آتے ہیں
بستہ سلسلہ محنت و غم آتے ہیں ۔ تشنہ و گرسنہ با رنج و الم آتے ہیں

نہ تو وارث ہے نہ مونس ہے نہ محرم کوئی
جز دم سرد رہا باقی نہ ہمدم کوئی

سلام ۱

یوں حق شکر پھر نہ کسی سے ادا ہوا ۔ سجدے میں ہیں حسینؑ کہ وعدہ وفا ہوا
شاید کہیں اشارۂ دست خدا ہوا ۔ وہ آفتاب لوٹ پڑا ڈوبتا ہوا
جب بھی، جہاں بھی تذکرۂ کربلا ہوا ۔ مظلوم مطمئن ہوئے ظالم خفا ہوا
تارا فلک سے ٹوٹ کے ہمراہ جبرائیلؑ ۔ اترا علیؑ کے گھر کا پتہ پوچھتا ہوا
آیا کمال شر کے مقابل علیؑ کا لال ۔ نوک مژہ پہ وزن ستم تولتا ہوا
سمجھے علیؑ کو پہلے تو خیرہ نظر علیؑ ۔ پھر خیرگی بڑھی تو یہ بندۂ خدا ہوا
اے حرملہ! تبسم اصغرؑ پہ کر نگاہ ۔ اب اور کوئی تیر چلا، یہ خطا ہوا
حیدرؑ یہ تھا قبل رخصت میداں علیؑ کا شیر ۔ جب ہاتھ شہ کو بیچ دیئے مرتضیٰ ہوا
بس یہ کفن سکینہؑ کو سجادؑ دے سکے ۔ تن پر جو مرتے وقت تھا کرتا پھٹا ہوا
اکبرؑ کی لاش لائے جو میداں سے شاہ دیں ۔ زینبؑ بس اتنا کہہ سکیں "بھیا یہ کیا ہوا"
شاید رباب کہتی ہوں دل میں کہ میرا لال ۔ میداں سے آتا ہوگا ابھی کھیلتا ہوا

(شاہد نقوی)

سلام ۲

طلب بیعت محمدؐ کے پسر سے ۔ دو عالم ہو گئے زیر و زبر سے
حسینؑ ابن علیؑ سے حق پرستی ۔ رہی محفوظ دست اہل شر سے
زمین کربلا ہے اپنی منزل ۔ گذر ہوگا اور ان کی رہ گذر سے

تمہارے چاہنے والوں کو مولا! — بھلا کیا واسطہ خوف و خطر سے

دو عالم کی نگاہیں میرے مولا! — لپٹ کر رہ گئی ہیں تیرے در سے

بہتر تشنہ گانِ کربلا پر — جفائیں ہو گئیں تیغ و تبر سے

نمازِ صبح جب شہؑ نے ادا کی — سپاہِ اہلِ کیں سے تیر برسے

حسینؑ ابنِ علیؑ کا ایک سجدہ — بنائے دینِ حدیثِ معتبر سے

گرے اکبرؑ کہا بابا خبر لو! — شہؑ دیں چل دیئے ہیں نوحہ گر سے

جواں کا غم شہؑ والا کا نوحہ — ہوئے محروم ہم نورِ نظر سے

ارے ساقیٔ کوثر کربلا میں — تمہارے لاڈلے پانی کو ترسے

سکینہؑ کی یتیمی کہہ رہی ہے — نہ ہو محروم یوں کوئی پدر سے

سرِ شبیرؑ کے ہمراہ زینبؑ — پھرتی ہیں شام کی ہر رہ گزر سے

دیارِ شام میں عابد کا نوحہ — شکایت ہے شہؑ جن و بشر سے

اندھیری رات میں، مادر پکارے — علیؑ اصغرؑ چلے آؤ سفر سے

میرے مولا فرشتوں سے یہ کہہ دو — میرے احوال پوچھیں مختصر سے

عزادارو دعائے فاطمہؑ ہے — خدا رکھے تمہیں محفوظ شر سے

سلام آخری فرزندِ زہراؑ — ہے نذرانہ نگاہِ چشمِ تر سے

مرے مولا بلا لو پاس اپنے
رضا مایوسیاں ٹل جائیں سر سے

(رضا حسین رضا رشیدی)

مرثیہ

شام میں جب حرمِ شاہِ شہیداں آئے

شام میں جب حرمِ شاہِ شہیداں آئے قید ہو، لوٹے ہوئے بے سر و ساماں آئے	۱	بے ردا سر پہ کھلے بال پریشاں آئے عابدؑ اونٹوں کو لئے مثلِ شتربان آئے

ہر طرف دھوم تھی سادات کے سر آتے ہیں
کوفی سیدانیوں کو قید کئے لاتے ہیں

ہم کو معلوم ہوا لوگ ہیں اشرافِ عرب
اُس گھڑی کہنے لگی ہو کے مخاطب زینبؑ
۲
ہیں بنی فاطمہؑ ناموس ہیں سادات کے سب
جلد ہمارا ہے نبیؐ حیدرؑ کرار ہیں اب

نہ خطا ہم سے ہوئی ہے نہ گنہگار ہیں ہم
رجس سے پاک ہیں اور عترت اطہار ہیں ہم

ایک مومن سر بازار کھڑا تھا اُس دم
سر لگا پیٹنے اور کہنے لگا ہائے ستم
۳
اس نے جب جانا کہ شبیرؑ کے ہیں اہل حرم
شام میں آتے ہیں قیدی حرم شاہ اُمم

دیکھ انبوہ کو ستمگر سے کہو آئے ہیں!
سر کھلے روم کی بندی کی طرح آئے ہیں

خاک پر پھینک دیا سر سے عمامے کو اُتار
گھر کے لوگوں نے جو روتا اُسے دیکھا یکبار
۴
بھیڑ کو چیر کے گھر اپنے گیا وہ دیندار
سب لگے رونے کہا حال کہو کچھ اظہار

بولا کیا تم سے کہوں آج میں گھبرایا ہوں
کھلے سر زینبؑ و کلثومؑ کو دیکھ آیا ہوں

بیٹیاں اور بہویں رو کے کہیں اے بابا
بولا زینبؑ مری مخدومہ ہے بنتِ زہراؑ
۵
کون زینبؑ تمھیں کچھ خیر ہے یہ کہتے ہو کیا
جس کا نانا ہے نبیؐ بابا علیؑ شیر خدا

بنت زہراؑ کو ستمگاروں نے ایذا دی ہے
سر کھلے شام کے بازار میں شہزادی ہے

بیٹیاں رونے لگیں سن کے یہ مومن کا بیاں
وہ کہاں شام کہاں آئی ہیں کس طرح یہاں
۶
بولیں اے بابا ہے اُن کا تو مدینے میں مکاں
بولا میں کیا کہوں یارا نہیں دیتی ہے زباں

کوفے میں حضرت شبیرؑ تو کام آئے ہیں!
اہل کیں شام میں زینبؑ کو پکڑ لائے ہیں

۷

کور ہو آنکھیں مری مجلا کو یہ معلوم نہ تھا
ہے سناں پہ سرِ فرزندِ علیؑ وا ویلا!
جو ہیں بازار میں غل سُن کے گیا دیکھوں کیں
خون ہے منہ پہ بھرا سُرخ ہے سارا چہرا

ہونٹ سوکھے ہوئے ہیں تشنہ لبی ظاہر ہے
چہرے سے شانِ رسولِ عربی ظاہر ہے

۸

بدشن و پس اُس کے کٹے سر ہیں لہو میں سرشار
کوئی بیٹا کوئی بھائی ہے کوئی شاہ کا یار
گل سے رخساروں پہ ہے حُسنِ جوانی کی بہار
پیچھے پیچھے حرمِ شاہ ہیں اونٹوں پہ سوار

اہلِ عصمت پہ عجب سخت گھڑی آئی ہے
گرد انبوہ ہے اک خلق تماشائی ہے

۹

ایک لڑکی ہے کہ بلوے میں وہ گھبراتی ہے
ایک دلہن ہے کہ نہایت ہی وہ شرماتی ہے
ایک بی بی ہے کہ ہر دم اُسے بہلاتی ہے
ایک بی بی ہے کہ غیرت سے موئی جاتی ہے

کوئی کہتی ہے کہ ہے ہے مرے اصغرؑ ہے ہے
کوئی کہتی ہے کہ ہے ہے علی اکبرؑ ہے ہے

۱۰

یہ بیاں کرکے لگا کھانے پچھاڑیں یکبار
چادریں باپ کے آگے دہریں سر پہ سے اُتار
بیٹیاں رونے لگیں سر در و دیوار سے مار
اور کہا حضرت زینبؑ پہ یہ گھر بار نثار

چادریں اپنی تو حاضر ہیں نہ تاخیر کرو!
جلد اٹھیں پیش کش زینبؑ دلگیر کرو

۱۱

ہم کو فرماؤ تو ہم ساتھ چلیں ننگے سر
چھوڑ دیں ان کو جنہیں قید کریں بد اختر
اُن پہ قربان ہوں اور جا کے گریں قدموں پر
ہائے ہم گھر میں ہوں بازار میں بنتِ حیدرؑ

لے چلو ہم کو بھی زینبؑ کی زیارت کے لئے
لونڈیاں چاہیئے شہزادی کی خدمت کے لئے

۱۲

کوئی کہتی تھی کہ زینبؑ کے تصدق ہونگی
کوئی کہتی تھی سکینہؑ کو میں پانی دوں گی
قید سے آلِ پیمبرؐ کو چھڑا دو بابا!
کوئی کہتی تھی دلہن کی میں بلائیں لوں گی
کوئی کہتی تھی میں بانوؑ کے قدم چوموں گی
سر کھلے ہم کو اُن اونٹوں پر بٹھا دو بابا!

۱۳

چادریں لے کے غرض آیا وہ غمگین و ملول
نذر لایا ہوں میں خدمت میں اگر ہوئے قبول
اور کہا حضرتِ زینبؑ سے کہ اے بنتِ بتولؑ
دیکھ کر چادروں کو رونے لگے آلِ رسولؐ

بولیں زینبؑ کہ نہیں چادریں درکار ہمیں
سر کھلے دیکھ چکے سب سرِ بازار ہمیں

۱۴

دامنِ پاک کا زہراؑ کے ہے سایہ ہم پر
کوفے سے شام تلک آئے ہیں ہم ننگے سر
بس ہے اک آیۂ تطہیر نجک سے چادر
لطف باقی نہ رہا اب نہیں پردہ بہتر

رن میں مارے گئے پردے کے بٹھانے والے
چادریں لے گئے خیمے کے جلانے والے

۱۵

اس گھڑی کہنے لگی فاطمہ کبریٰؑ رو رو
دیکھتے جاتے ہیں بلوے میں ستمگر مجھ کو
ایک چادر تو پھوپی جان مجھے دلوا دو
رو رو کے زینبؑ نے کہا تم پہ پھوپی صدقے ہو

اہلِ کیں سر نہ تمھیں آج چھپانے دیں گے
قید کر لائے ہیں چادر نہ اٹھانے دیں گے

مرثیہ

جب شام کے بازار میں دُرِ نجف آئے

۱

جب شام کے بازار میں دُرِ نجف آئے
سلطانِ نجف کے حرم آئے کہ خلف آئے
یعنی گہرِ معدنِ عز و شرف آئے
اور لوگ تماشے کے لئے ہر طرف آئے

سادات کے گیسو سرِ اطفال کھلے تھے
شانے میں بندھی تھی رسن اور بال کھلے تھے

۲

پھرتے تھے منادی یہی کرتے ہوئے تاکید
حاکم پہ تمہارے ہوئی تقدیر کی تائید
ہاں شہر لٹو، بازار لٹو، دربار لٹو ہے عید
بلوہ میں اسیرانِ حسینؑ کی کرو دید
سب مر گئے اب مردوں میں سجادؑ حزیں ہے
اور بالیاں تک چھن گئیں کچھ پاس نہیں ہے

۳

پر ہند کا توفیقِ خدا سے تھا عجب حال
تھا آنسوؤں کا تار بندھا اور کھلے بال
مسند پہ وہ بیٹھی تھی رکھے آنکھوں پہ رومال
تحلیل ہوئی جاتی تھی گھڑیوں وہ خوش اقبال
نے نذر وہ لیتی تھی نہ تسلیم کسی کی
خاشا نہ مدارات نہ تعظیم کسی کی

۴

جب دم کسی عورت کی اترتی تھی سواری
سکتے میں کھڑی تھیں امرازادیاں ساری
منہ پھیر کے دروازے سے وہ کرتی تھی زاری
کہتی تھیں کہ یہ جشن ہے یا تعزیہ داری
ہم نذر کو آئے ہیں کہ پرسے کو کسی کے
کھلتے نہیں یہ راز جناب احدی کے

۵

تب ہند پکاری کہ مجھے خود نہیں معلوم
سکتہ ہے مجھے شہر میں اس جشن کی ہے دھوم
آنکھیں یہ کسے روتی ہیں ہیں ہوں کس کے لئے مغموم
دل کڑھتا ہے جس کے لئے ہے کون وہ مظلوم
کھلتا نہیں کچھ آہ یہ کیا مجھ کو ہوا ہے
کیوں بال یہ بکھرے ہیں مرا کون موا ہے

۶

جن قیدیوں کے آنے کی اس وقت خبر ہے
سنتی ہوں کہ سب قافلہ کھوئے ہوئے سر ہے
معلوم ہے کچھ تم کو کہ اُن کا کہاں گھر ہے
اور طوق کے ہالے میں کوئی رشک قمر ہے
کیا قوم ہے ان لوگوں کی کیا ملت و دیں ہے
کاٹا گیا سر جس کا وہ سید تو نہیں ہے

۷

وہ بولیں کہ ہم کہتے میں شرماتے ہیں بی بی
مکہ کے مدینہ کے اسیر آتے ہیں بی بی
کہتے ہیں کہ سر کٹ گیا جس حق کے ولی کا
کوچوں میں منادی کھڑے چلاتے ہیں بی بی
ہے ہے یہ بنی فاطمہؑ کہلاتے ہیں بی بی
حاجی تھا وہ کعبہ کا، مجاور تھا نبیؐ کا

ناگاہ ہلا ہند کا ایوان سراسر | آواز مبارک کا اٹھا غلغلہ باہر
یک دفعہ بجے جشن کے سب باجے برابر | ۸ | زنجیروں کی جھنکار سے برپا ہوا محشر
غل پڑ گیا حاکم کے مقابل ہوئے قیدی
بازار سے دربار میں داخل ہوئے قیدی

بولی زن حاکم کہ خدا جان بچائے | اس قید سے اللہ کا شیران کو چھڑائے
مظلوم وہاں سامنے حاکم کے جو آئے | ۹ | برہم ہوا حاکم کبھی کہ کچھ نذر نہ لائے
مرنے کے قریں ہیں پہ بہت دور ہیں قیدی
اللہ غنی فقر میں مغرور ہیں قیدی

اب لکھتے ہیں یوں راقم مجموعۂ ماتم | تھی ایک زن ہاشمیہ ہند کی محرم
فریاد جو زینبؑ کی محل میں گئی پیہم | ۱۰ | منہ پیٹتی سر ننگے نکل آئی وہ پرغم
انبوہ میں کچھ کہہ نہ سکی آل نبیؐ سے
دل پکڑے ہوئے پھر گئی دربار شقی سے

جاتے ہی گری گود پہ روتے ہوئے ہند وہ مغموم | چلّائی عجب رتبہ کے قیدی ہیں یہ مظلوم
ہے ہے ہوئی دو بیبیاں اس شان کی معلوم | ۱۱ | گویا مری سیدانیاں ہیں زینبؑ و کلثومؑ
قیدی ہیں کہ گلدستہ ہیں وابستہ رسن سے
سادات کی خوشبو چلی آتی ہے بدن سے

گھبرا گئی ہند اور خواصوں کو پکاری | زنداں کو میں چلتی ہوں منگواؤ سواری
پہنچی وہ جو زنداں میں بصد گریہ و زاری | ۱۲ | کہتی تھی یہ فریاد ہے اے خالق باری
مقنعے کہاں تم سب کے اتارے گئے لوگو!
شبیرؑ سلامت ہیں کہ مارے گئے لوگو

خاموش تھے سب یہ کہا زینبؑ نے یہ اس آن | اے فاطمہؑ کی لونڈی کدھر کو ہے ترا دھیان
زنداں میں دیدار کا زینبؑ کے ہے ارمان | ۱۳ | خالق نہ کرے سر تری بی بی کا ہو عریاں
کس طرح سے ہے ہے تری امید بر آئے | کیا تجھ کو تمنا ہے کہ وہ ننگے سر آئے

۱۴

حضرؑ کے گداز رشک ریگی کرنے ہوا خواہ
لیکن مرا اندیشہ یہ بے جا نہیں آہ
غارت ہو جو ہو فضہؑ و قنبرؑ کا بھی بد خواہ
دعوےٰ کے صداقت کی سند رکھتی ہوں اللہ

دربار سے بندی تو یہاں ننگے سر آئی
اور لوٹ تمام آپ کی لونڈی کے گھر آئی

۱۵

ان چیزوں میں ہے اک علم سبز ضیا بار
اسلام کا تمغہ ہے پھریرے سے نمودار
دیتا ہے گواہی کہ ہوا قتل علمدار
لکھا ہے کہ ہٰذا علم احمدؐ مختار

جب پڑھتی ہے وہ نقش کو تھراتی ہے لونڈی
حضرت بھی زیارت کریں منگواتی ہے لونڈی!

۱۶

چلائی کنیزوں کو کہ دوڑی ہوئی جاؤ
ہاں غنچہ سا مشکیزہ بھی ساتھ ہی لاؤ
بیٹھی تھی میں جس پر وہ علم جلد لے آؤ
ان قیدیوں کو نقش پھریرے کا دکھاؤ

پھر تو مرے کہنے کا یہ سب پاس کریں گے!
اب میری مدد حضرت عباسؑ کریں گے!

۱۷

ناگاہ علم سبز لہکتا ہوا آیا!
مشکیزہ بھی پرچم میں لٹکتا ہوا آیا
خورشید صفت پنجہ چمکتا ہوا آیا
پانی کے عوض خون ٹپکتا ہوا آیا

سر ننگے علم کے تلے اک ایک بنیؑ تھا
اور نعرۂ یا حضرت عباسؑ علی تھا

۱۸

دوڑی در زنداں کی طرف ہند قضا را
زینبؑ کے حضور آکے پکاری کہ خدارا
نیزے سے سر شاہ کو ہاتھوں پہ اتارا
فرماؤ تو بی بی، یہ نہیں بھائی تمہارا

زہراؑ کے مرقع کی یہ تصویر نہیں ہے
کھاؤ تو قسم یہ سر شبیرؑ نہیں ہے!